

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الْعِظْمَةُ وَالْكِبْرِيَاءُ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ صَلَوَاتُكَ وَسَلَامُكَ يَا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ



اخلاقیت

مصنفہ

عائشہ صدیقہ

چئیر پرسن البرہان انٹرنیشنل پاکستان

البرہان انٹرنیشنل پاکستان البرہان ایجوکیشنل سسٹم
کلی طبر 6 کویٹہ سٹور و فیصل آباد

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بَلَغَ الْعِلْمَ بِجَمَالِهِ
كَشَفَ الدُّجَى بِجَمَالِهِ
حَنَنَتْ جَمِيعُ خَصَالِهِ
صَلُّوا عَلَيْهِ وَآلِهِ



اخلاقیات

مرتبہ: عالیشانہ صدیقہ

چیر پرسن البرہان انٹرنیشنل (برائے خواتین)

البرہان ایجوکیشنل سسٹم گوبند پورہ گلی نمبر 6 فیصل آباد

فون نمبر: 041-2635481

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

کتاب: اخلاقیات

مرتبہ: عالیشانہ صدیقہ

آٹھواں ایڈیشن: جنوری 2016ء

تعداد: 1100

کمپوزنگ: ایم خالد اقبال

ناشر

الحسن پبلشرز، C-75 ماڈل ٹاؤن فیصل آباد

فون: 041-2619072-2639940

E-mail: mafzalsaeed@gmail.com

گوبند پورہ 041-2635481

انتساب

اپنے دادا جان فقیہ عصر، قدوة السالکین حضرت

قبلہ مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہم العالیہ

کے نام

جن کے فیض گوہر بار کے طفیل اللہ تعالیٰ نے

مجھے اس کتاب کی ترتیب کی سعادت عطا فرمائی

عائشہ صدیقہ



وَصَدِّقَتَا
الْآنَسُ ثَلَاثًا
وَالْآنَسُ ثَلَاثًا
أَجْمَلَتَا

اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کیساتھ
بھلائی کرنے کا حکم دیا ہے (الاتحاف ۱۵)

بسم الله الرحمن الرحيم

حقوق العباد کی اہمیت سے ہم بخوبی واقف ہیں۔ حقوق العباد پورے کیے بغیر نجات کی کوئی صورت نہیں ہے۔ کیونکہ حقوق العباد پورے نہ ہوں تو باہمی تعلقات بھی خراب ہوتے ہیں اور باہمی تعلقات کا بگاڑ پورے دین کو ضائع کر دیتا ہے۔

دین کو ضائع کرنے کی ایک مثال آمنہ کے لالہ مدینے کے تاجدار ﷺ نے ہمیں یوں سمجھائی کہ باہمی تعلقات کی خرابی ایک اُسترے کی مانند ہے۔ پھر فرمایا میں یہ نہیں کہتا کہ یہ بالوں کو مونڈتا ہے بلکہ یہ اُسترہ ہے جو دین کو مونڈتا ہے۔

کیا آپ کہہ سکتے ہیں کہ آپ سے کوئی گناہ نہیں ہوتا، آپ سے کوئی غلطی نہیں ہوتی، آپ میں کوئی خامی نہیں، کوئی خرابی نہیں ہے یہ دعویٰ کوئی نہیں کر سکتا۔ اسی طرح آپ ہی کی طرح دوسرے انسان بھی ہیں۔ دوسرے لوگوں میں بھی خامیاں ہوتی ہیں ان کو حقیر سمجھنا یہی تباہی و بربادی ہے۔

ایک طویل حدیث پاک میں حضور ﷺ نے اس بات کو یوں بیان فرمایا کہ مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے اس کے اس پر بہت سارے

حقوق ہیں۔ وہ اس کی عزت کے درپے نہیں ہوتا، اس کی مدد کرتا ہے۔ اس کو کسی کے حوالے نہیں کرتا پھر سینے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ”التقویٰ لھنّا“ تقویٰ دراصل یہاں ہے، یعنی دل میں۔

پھر فرمایا کہ آدمی کے تباہ و برباد ہونے کے لئے یہی کافی ہے، کہ وہ اپنے کسی مسلمان بھائی کو حقیر اور کم تر اور اپنے آپ کو برتر سمجھے اور یہ نہ جانے کہ میں اس سے زیادہ اونچا آدمی ہوں۔ یہ شیطان کی صفت ہے اور اسی وجہ سے شیطان راندہ درگاہ ہو گیا، برباد ہو گیا اور ہمیشہ کے لئے اس پر لعنت ہو گئی۔ ایک اور حدیث پاک پڑھیے اور اپنے نفس کا محاسبہ کیجئے:

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا میری اُمت کا مفلس کون ہے؟ لوگوں نے کہا کہ ہم مفلس اس کو سمجھتے ہیں جس کے پاس نہ پیسہ ہو اور نہ ہی دنیا کا مال ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔ میری اُمت کا مفلس وہ ہے جو قیامت کے روز، نماز، روزہ، صدقہ اور اس قسم کی بے شمار عبادات جمع کر کے لائے گا۔ مگر اس طرح آئے گا کہ کسی کا حق مارا ہوگا، کسی پر تہمت لگائی ہوگی۔ کسی کو گالی دی ہوگئی، کسی کو ناحق مارا ہوگا، کسی کی غیبت کی ہوگی، کسی کا خون بہایا ہوگا۔ اس کے بعد وہ سب لوگ دعویدار بن کر کھڑے ہو

جائیں گے اور ان کے دعووں کے تصفیے کے لئے اس کا سارا سرمایہ یعنی نیک اعمال ان دعویٰ داروں کو دے دیا جائے گا۔ دعووں کے تصفیے کے لئے نیک اعمال کے علاوہ کوئی اور کرنسی نہیں چلے گی۔ نہ روپیہ، نہ درہم و دینار، نہ ڈالر، نہ پاؤنڈ اور نہ جائیداد بس یہی ایک کرنسی ہوگی اور اسی کے اندر معاوضہ دینا پڑے گا۔ جب اس کے سارے اعمال ختم ہو جائیں گے اور دعوے دار بھی موجود ہوں گے تو دعویداروں کے گناہ لے کر اس کے ذمے ڈال دیئے جائیں گے۔ یہاں تک کہ وہ جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ گویا نیکیوں کا بہت بڑا سرمایہ حقوق العباد میں کوتاہی کی وجہ سے ختم ہو جائے گا۔ آئیے ہم کوشش کریں کہ حقوق العباد پر خصوصی توجہ دیں تاکہ روز جزاء جس دن ایک ایک نیکی کی اشد ضرورت ہوگی ہمارا نیکیوں کا سرمایہ برباد نہ ہو جائے اور ہمیں بچھتا نا نہ پڑے اس کتاب کی صورت میں ایک چھوٹی سی کوشش کی ہے تاکہ اس کتاب کو توجہ سے پڑھ کر ہم اپنی تربیت کر سکیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیکیوں میں سبقت لے جانے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

{ غیبت }

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مقدس میں نص قطعی کے ساتھ غیبت کرنے والوں کی مذمت فرمائی ہے اور غیبت کرنے والوں کو مردہ بھائی کا گوشت کھانے والے کے مشابہ قرار دیا ہے۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلَا يَغْتَبِ بَعْضُكُم بَعْضًا. أَيُحِبُّ
أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا
فَكَرِهْتُمُوهُ.

ترجمہ: اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے، تم اسے ناپسند کرو گے۔
(سورۃ الحجرات پارہ نمبر ۲۶ آیت نمبر ۱۲ رکوع نمبر ۱۳)
حضور سرور کونین ﷺ نے فرمایا۔

كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ،
دَمُهُ وَمَالُهُ وَعِزُّهُ.

ترجمہ:- ایک مسلمان دوسرے مسلمان پر حرام ہے، اس کا خون، اس کا

مال، اس کی عزت حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

إِيَّاكُمْ وَالْغَيْبَةَ فَإِنَّ الْغَيْبَةَ أَشَدُّ مِنَ الزِّنَا

ترجمہ:- غیبت سے بچ کر رہو اس لئے کہ غیبت زنا سے بھی سخت تر جرم ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان زنا کرتا ہے پھر توبہ بھی کر لیتا ہے۔ اگر توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے، مگر غیبت کرنے والا معافی ہی نہیں مانگتا۔ اب اسے معافی کہاں سے ملے گی؟ جو شخص لوگوں کی غیبت کرے اس کی مثال ایسے ہے جیسے کسی نے توپ گاڑ دی ہو اور دائیں بائیں گولہ باری شروع کر دی ہو۔ اللہ تعالیٰ غیبت کرنے والے کو قیامت کے دن جہنم کے پل پر کھڑا رکھے گا۔ یہاں تک کہ سب غیبت نکل جائے گی۔

جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا غیبت یہ ہے کہ تو اپنے بھائی کی اس بات کا ذکر کرے جو اس کو بُری لگے۔ چاہے اس کے بدن یا نسب یا قول و فعل یا دین و دنیا حتیٰ کہ کپڑے چادر اور سواری کی خرابی بیان کرے متقدمین میں سے ایک بزرگ کا قول ہے کہ اگر میں یہ کہوں کہ اس کا کپڑا لبا یا چھوٹا ہے تو یہ بھی غیبت ہے۔ اب وہ کیسے غیبت نہ ہو

کی جو اس کی برائی کا ذکر کرے۔

منقول ہے کہ ایک چھوٹے قد کی عورت حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں کسی ضرورت کے باعث حاضر ہوئی۔ جب وہ باہر گئی تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کس قدر چھوٹی عورت ہے۔ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے عائشہ تو نے اس کی غیبت کی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا غیبت سے بچ کر ہو اس لئے کہ اس میں تین آفات ہیں۔

1 غیبت کرنے والے کی دعا قبول نہیں ہوتی۔

2 اس کی کوئی نیکی قبول نہیں ہوتی۔

3 اس پر گناہوں کا ڈھیر لگ جاتا ہے۔

جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کی غیبت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کا چہرہ پیچھے کی طرف پھیر دے گا۔

حکایت:

ابوللیث بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں منقول ہے کہ وہ حج کے ارادے سے چلے، ان کی جیب میں دو درہم تھے۔ انہوں نے قسم کھائی کہ اگر میں نے کسی کی آتے جاتے وقت غیبت کی تو مجھ پر اللہ تعالیٰ

کی طرف سے لازم ہے کہ انہیں خیرات کر دوں۔ وہ مکہ مکرمہ جا کر گھر واپس آگئے مگر وہ درہم ان کی جیب میں تھے۔ اس کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا مجھے ایک بار غیبت کرنے کے مقابلے میں سو مرتبہ بدکاری کر لینا زیادہ پسند ہے۔ یعنی غیبت شدید ترین جرم ہے۔

ابو حفص کبیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ مجھے انسان کی غیبت کرنے سے ایک ماہ کے روزے رکھنا زیادہ پسند ہے۔ پھر فرمایا جو کسی فقیہہ (عالم) کی غیبت کرتا ہے۔ وہ قیامت کے دن اس طرح اٹھے گا کہ اس کے چہرے پر لکھا ہوگا کہ ”یہ شخص اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہے۔“

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس رات مجھے معراج ہوا اس رات مجھے ایسی اقوام کے قریب سے گزارا گیا جو اپنے چہروں کو ناخنوں سے نوچ رہے تھے اور مردار کھا رہے تھے۔ میں نے پوچھا اے جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا میں اپنے مسلمان بھائی کا گوشت کھاتے یا چغلی کرتے تھے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قسم! مومن بندے کے دین میں غیبت کرنا بدن کے گوشت خود سے بھی زیادہ

خرابی ڈالتی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں تم میں سے ایک آدمی اپنے بھائی کی آنکھ میں تیکا تو دیکھتا ہے۔ مگر اسے اپنی آنکھ کا شہتیر بھی نظر نہیں آتا۔

مروی ہے کہ حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی سفر میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے۔ وہ ان کے لئے کھانا تیار کرتے۔ ایک جگہ اترے تو وہ ان کیلئے کھانا پکا۔ نے کیلئے تیار نہ ہوئے انہوں نے ان کو حضور ﷺ کے پاس بھیجا کہ وہاں کچھ کھانا دیکھیں، مگر وہاں نہ ملا، وہ واپس آگئے اور حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا! اگر یہ کنویں پر بھی جائیں تو اس کا پانی خشک ہو جائے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

وَلَا يَغْتَبِ بَعْضُكُم بَعْضًا يُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ ۝

(سورۃ الحجرات پارہ ۱۲)

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے عہد میں غیبت کی بدبودار وضع طور پر معلوم ہو جاتی تھی، اس لئے کہ یہ عمل قلیل ترین تھا۔ مگر آج کل غیبت کی اتنی

کثرت ہو گئی ہے۔ اس لئے اب اس کی بدبو محسوس نہیں کی جاتی۔

جیسا کہ ایک آدمی چہرہ رنگنے والوں کے پاس جائے تو وہاں پر بدبو کی شدت کی وجہ سے ٹھہر نہیں سکتا مگر اس کے گھر والے وہیں بیٹھے کھاتے پیتے رہتے ہیں اور انہیں اس شدید بدبو کا احساس نہیں ہوتا، اس لئے کہ ان کے ناک بدبو سے اٹ گئے ہوتے ہیں۔ ہمارے دور میں غیبت کا معاملہ ایسا ہی ہو چکا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص دنیا میں اپنے بھائی کا گوشت کھائے گا۔ قیامت کے دن اس کا گوشت اس کے سامنے پیش کیا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا کہ اے مردہ حالت میں کھاؤ جیسا کہ تو نے دنیا میں اسے زندہ حالت میں کھایا تھا پھر وہ اسے کھائے گا۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔

أَيُّحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَهُ

أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ.

غیبت ایک ایسا گھناؤنا جرم ہے جس سے خالق کائنات سخت ناراض ہوتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ غیبت کرنے والا اگرچہ معافی بھی مانگ لے تب بھی وہ سب سے آخر میں جنت میں جائے گا۔

غیبت کرنے والا اپنے بھائی کے عیوب کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر ان کا چرچا کرتا ہے اور کسی کے پیٹھ پیچھے اس کے عیوب کو بیان کرنا یا اس کی ذات پر کچڑا چھالنا یہی غیبت ہے اور اس بات سے سختی سے منع کیا گیا ہے۔

دوسروں کے عیوب مت تلاش کرو:

اس وصیت کا مطلب یہ ہے کہ دوسروں کے عیوب بیان کرنے سے پہلے یہ سوچ لینا چاہئے کہ وہ عیوب خود میری ذات میں موجود تو نہیں ہیں اگر بالفرض اپنی ذات میں وہ عیوب ہو تو پھر ہرگز ہر گز یہ جائز نہیں کہ دوسروں کے ان عیوب کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر ان کا چرچا کریں اور خود اپنے نفس کی اصلاح نہ کریں بلکہ ضروری ہے کہ پہلے خود اپنے عیوب کی اصلاح کریں پھر دوسروں پر اصلاح کی نیت سے نظر ڈالیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

☆☆☆☆☆

احادیث نبوی ﷺ

حدیث شریف میں حضور اکرم ﷺ غیبت کے بارے میں کیا فرماتے ہیں آئیے ان احادیث مبارکہ کا مطالعہ کریں اور غیبت سے بچنے کی بھرپور کوشش کریں۔

1۔ حدیث شریف:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں معلوم ہے غیبت کیا چیز ہے؟ لوگوں نے عرض کیا اللہ و رسول اللہ کو اس کا بہتر علم ہے۔ ارشاد فرمایا غیبت یہ ہے کہ تو اپنے بھائی کے بارے میں ایسی بات کہے جو اسے بری لگے۔ کسی نے عرض کیا اگر میرے بھائی میں وہ برائی موجود ہو تو کیا اس کو بھی غیبت کہا جائے گا؟ فرمایا جو کچھ تم کہتے ہو اگر اس تمہارے بھائی کے اندر وہ برائی موجود ہے تب ہی تو غیبت ہے اور اگر ایسی بات تم کہو جو اس میں موجود نہ ہو تو یہ بہتان ہے۔ (مسلم شریف)

2۔ حدیث شریف:

حضرت ابوسعید و حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ غیبت زنا سے بھی بدتر ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ غیبت زنا سے بدتر کیوں ہے؟ فرمایا آدمی زنا کرتا ہے پھر توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے معاف فرمادیتا ہے لیکن غیبت کرنے والے کو اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرتا جب تک کہ اس کو وہ شخص معاف نہ کر دے جس کی غیبت کی گئی ہے۔

(بیہقی، مشکوٰۃ شریف)

3۔ حدیث شریف:

عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ
جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرُ غُيُبُونَ عَنْ ذِكْرِ
الْفَاجِرِ مَنْ لَمْ يَعْرِفْهُ النَّاسُ أَذْكَرُوا
اتَّفَاجِرَ بِمَا فِيهِ يَحْذَرُهُ النَّاسُ.

حضرت بہز بن حکیم رضی اللہ عنہما اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کیا تم فاجر کو برا کہنے سے پرہیز کرتے ہو؟ آخر لوگ اسے کیونکر پہچانیں گے۔ فاجر کی برائیاں بیان کرو تا کہ لوگ اس سے بچیں۔ (سنن بیہقی)

اختیار:

(1) فاسق معتمدین یا بد مذہب کی برائیاں بیان کرنا جائز ہے۔ بلکہ اگر لوگوں کو اس کے شر سے بچانا مقصود ہو تو ثواب ملنے کی اُمید ہے۔

(بہار شریعت بحوالہ رد المحتار)

(2) جو شخص اعلانیہ برا کام کرتا ہو اور اس کو اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کہ لوگ اسے کیا کہیں گے تو اس شخص کی اس بری حرکت کو بیان کرنا غیبت نہیں مگر اس کی دوسری باتیں جو ظاہر نہیں ہیں ان کا ذکر کرنا غیبت ہے۔ (بہار شریعت بحوالہ رد المحتار)

حکایت:

حضرت عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اہل مدینہ میں سے ایک آدمی کی بہن مدینہ منورہ کی دوسری طرف رہائش پذیر تھی وہ بیمار ہو گئی۔ بھائی روزانہ اس کے پاس جا کر عیادت کرتا۔ آخر کار وہ فوت ہو گئی اور اسے قبر میں دفن کر دیا گیا۔ دفن کرنے کے بعد جب واپس آیا تو اسے یاد آیا کہ اس کی ایک قہیلی اس کے ساتھ ہی قبر میں گر گئی۔ اس نے اپنے ساتھیوں میں سے ایک شخص کو ساتھ لیا اور

دونوں قبر کے پاس آئے قبر اکھاڑ کر قہیلی لے لی اس آدمی نے کہا ذرا ہٹ جانا میں دیکھوں کہ وہ کس حال میں ہے۔ اس نے لحد سے روکاٹ ہٹائی تو دیکھا کہ قبر میں آگ جل رہی ہے۔ وہ واپس اپنی والدہ کے پاس آیا اور پوچھا کہ بتاؤ ماں میری بہن کیا کرتی تھی؟ اس نے بتایا کہ تیری بہن پڑوسیوں کے دروازوں پر جاتی کان دھرتی پھر باتیں سن کر غیبت اور چغلیاں کرتی۔ اب پتہ چلا ہے کہ اسے عذاب کیوں ہو رہا ہے چنانچہ جو شخص عذاب قبر سے بچنا چاہے وہ غیبت اور چغلی سے پرہیز کرے۔

☆☆☆☆☆

چغلی اور غیبت کرنے والوں کے بارے

میں احادیث مبارکہ

(۱) حدیث شریف:

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَاتٌ.

ترجمہ:- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور
اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ چغل خور جنت میں نہیں جائے گا۔

(۲) حدیث شریف:

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ غَنْمٍ وَأَسْمَاءُ
بْنْتِ يَزِيدَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: شَرُّ أَرْعَابِ اللَّهِ
الْمَشَاوِنَ بِالنَّمِيمَةِ الْفُفْرِ قَوْلُ يَبْنِ
الْأَجَبَةِ

ترجمہ:- حضرت عبدالرحمن بن غنم اور اسماء بنت یزید، رضی اللہ عنہما سے
روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کے

بدترین بندے وہ ہیں جو لوگوں میں چغلی کھاتے پھرتے ہیں اور
دوستوں کے درمیان جدائی ڈالتے ہیں۔ (احمد، بیہقی)

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: مسلمان سارے کا سارا دوسرے
مسلمان پر حرام ہے، اس کا خون اس کا مال اس کی عزت اور غیبت کرنا
عزت پر حاوی ہے اور اللہ تعالیٰ نے عزت کو مال اور خون کے ساتھ اکٹھا
کر کے ذکر فرمایا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ
نے فرمایا: باہم حسد نہ کرو، آپس میں بغض نہ رکھو ایک دوسرے کی
کھوکھو کرید (جاسوسی) نہ کرو۔ ایک دوسرے سے قطع تعلق نہ کرو اور ایک
دوسرے کی غیبت نہ کرو اے اللہ نے بندو بھائی بھائی بن جاؤ۔

(۳) حدیث شریف:

حضرت سلیمان بن جابر رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے۔ میں حضور نبی
کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا مجھے ایک نیکی بتائیے کہ جس سے
فائدہ اٹھاؤں، فرمایا نیکی کی کسی بات کو معمولی نہ جان، اگرچہ تو پانی پینے
والے کے برتن میں اپنے برتن سے پانی ڈال دے۔ اگرچہ تو اپنے بھائی کو

اچھے رخ سے ملے اور اگر وہ واپس جائے تو اس کی غیبت نہ کرے۔

(۴) حدیث شریف:

حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطاب فرمایا حتیٰ کہ گھروں میں عورتوں کو بھی سنایا۔ آپ نے فرمایا: اے وہ ہر گروہ جو زبان سے ایمان لائے مگر دل سے ایمان نہیں لائے، مسلمانوں کی غیبت نہ کرو اور ان کے پردے (راز) تلاش نہ کرو، اس لئے کہ جو اپنے بھائی کے پردے (راز) کے پیچھے پڑے گا، اللہ تعالیٰ اس کے راز کا پیچھا کرے گا اور جس کے راز کا خدا تعالیٰ پیچھا کرے گا۔ اسے اس کے گھر کے درمیان رسوا کرے گا۔ منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ جو غیبت سے توبہ کر کے مرے، وہ آخرت میں جنت میں جائے گا اور جو توبہ پر اصرار کرتے ہوئے مرا وہ سب سے پہلے دوزخ میں جائے گا۔

(۵) حدیث شریف:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو ایک دن روزہ رکھنے کا حکم دیا اور فرمایا جب تک میں تمہیں

اجازت نہ دوں تم میں سے کوئی بھی افطار نہ کرے۔ لوگوں نے روزہ رکھا۔ جب شام ہوئی تو ایک آدمی آیا اور کہا اے رسول اللہ ﷺ میں روزے سے رہا اب مجھے اجازت دیجئے تاکہ میں روزہ کھول دوں۔ آپ نے اسے اجازت دے دی اس طرح ایک ایک آدمی آتا رہا۔ آخر کار ایک آدمی آیا اور عرض کیا: میرے گھر والوں سے دو جوان لڑکیاں ہیں انہوں نے روزہ رکھا ہے وہ آپ کی خدمت میں آنے سے شرماتی ہیں، ان کے لئے روزہ کھولنے کی اجازت دیجئے کہ وہ روزہ کھول لیں۔ حضور ﷺ نے اس سے منہ پھیر لیا اس نے پھر بات دہرائی آپ نے منہ پھیر لیا پھر اس نے بات دہرائی۔ آپ نے فرمایا ان لڑکیوں نے روزہ نہیں رکھا وہ کیسی روزہ دار ہیں جو سارا دن لوگوں کا گوشت کھاتی رہیں۔ جاؤ ان دونوں کو حکم دو کہ وہ اگر روزہ دار ہیں تو قے کر دیں۔ وہ ان کی پاس آیا اور انہیں بتایا ان دونوں نے قے کی تو قے سے خون اور جھپھرے نکلے۔ اس نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں واپس آ کر بتایا آپ نے فرمایا اس ذات پاک کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، اگر یہ ان کے پیٹوں میں باقی رہتا تو ان کو آگ کھا جاتی ایک روایت میں ہے کہ جب آپ نے اس سے منہ پھیرا، تو وہ سامنے آیا

اور کہا اے اللہ کے رسول وہ دونوں مر چکی ہیں یا کیا وہ دونوں مرنے کے قریب ہیں آپ نے فرمایا: ان دونوں کو میرے پاس لاؤ۔ وہ دونوں حاضر ہوئیں۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے ایک پیالہ منگوا یا اور ان میں سے ایک کو کہا: اس میں قے کر دے، اس نے خون اور پیپ کی قے کی حتیٰ کہ پیالہ بھر گیا۔ پھر آپ نے دوسری کو حکم دیا کہ اس میں قے کرو۔ اس نے بھی اسی طرح قے کی آپ نے فرمایا ان دونوں نے اس سے روزہ رکھا جس کو اللہ تعالیٰ نے ان پر (ہر حال میں) حرام رکھا، اس سے افطار کیا (یعنی غیبت کرتی رہیں) ایک لڑکی دوسری کے پاس بیٹھ گئی اور وہ دونوں لوگوں کا گوشت کھانے لگیں۔

(۶) حدیث شریف:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطاب کیا اور سود اور اس کی شدت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا انسان کو جو درہم سود کے ملیں۔ وہ اللہ کے نزدیک چھتیس بار اس کے زنا کرنے سے زیادہ سخت جرم ہے اور سب سے بڑا سود یہ ہے کہ ایک مسلمان آدمی کی عزت برباد کی جائے۔

ان احادیث مبارکہ کا مطالعہ کرنے کے بعد ہمیں غور کرنا ہے کہ وہ

غیبت جس کے کرنے سے انسان لوگوں کا گوشت کھاتا ہے۔ اور آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اس کو پسند نہیں کرتے بلکہ اس سے ناراض ہوتے ہیں تو اگر ہمیں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت ہے تو ہمیں غیبت سے کنارہ کشی اختیار کرنی چاہئیں تاکہ آقا علیہ السلام ہمیں اپنی نظر عنایت میں رکھیں کیونکہ اگر آقا علیہ السلام کی نظر عنایت ہوگی تو اللہ کریم کی رضا حاصل ہوگی لیکن اگر اللہ کے پیارے حبیب ﷺ ناراض ہو جائیں تو سمجھو بربادی ہی بربادی ہے اللہ کریم اپنے حبیب ﷺ کے صدقہ و طفیل سے ہمیں اس گناہ کی عادت سے چھٹکارا عطا فرمائے اور اپنی اور اپنے حبیب ﷺ کی محبت سے مالا مال فرمائے۔

(آمین)

{حسد}

حسد کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا۔

وَائْتِلْ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنَيْ آدَمَ بِالْحَقِّ ۖ
إِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقْبِلَ مِنْ أَحَدِهِمَا وَلَمْ
يُتَقَبَّلْ مِنَ الْآخَرِ قَالَ لَأَقْتُلَنَّكَ قَالَ
إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ

ترجمہ:

اور انہیں (بنی اسرائیل کو) فرزندان آدم کی خبر پڑھ کر
ٹھیک ٹھیک بتائیے جب دونوں نے قربانی دی تو ان دونوں میں سے
ایک کی قبول ہو گئی اور دوسرے سے قبول نہ ہوئی اس دوسرے نے کہا
قسم ہے میں تمہیں قتل کر ڈالوں گا تو پہلے نے کہا (تو بلاوجہ ناراض ہوتا
ہے) اللہ تعالیٰ تو صرف پرہیزگاروں کی قربانی قبول کرتا ہے۔

(پارہ ۶ رکوع ۹ آیت ۲۷ سورۃ المائدہ)

مذکورہ بالا آیت طیبہ میں قاتیل اور ہاتیل کا قصہ بیان کیا گیا
ہے۔ جس میں قاتیل جو اپنے بھائی ہاتیل سے حسد کرتا تھا اس کی دھمکی اور

اس کے ارادہ کی وضاحت کی گئی ہے۔ اس حسد کی وجہ کیا تھی؟ اس جواب
میں مفسرین کرام نے بہت کچھ لکھا ہے لیکن کوئی یقینی چیز نہیں جسے پیش
کرتے وقت دل میں خلش محسوس نہ ہو اس لئے صرف مفتی محمد ریاض الدین
قطب سہی اعوان مدظلہ العالی کی تفسیر ریاض القرآن میں بیان کردہ
وضاحت سے خوشہ چینی کرتے ہوئے کچھ معروضات پیش کی جا رہی ہیں
لیکن اس بیان سے پہلے حسد کی حقیقت اور معنی سمجھ لینا چاہئے تاکہ انسان
اس کی حقیقت سے آگاہ ہو جائے۔

إِذَا تَنَمَّيْتُمْ أَنْ تُتَحَوَّلَ إِلَيْهِ نِعْمَتُهُ
وَفَضِيلَتُهُ أَوْ يُسْلِبُهَا هُوَ

(لسان عرب)

یعنی کسی کی خوشحالی اور عزت کو دیکھ کر جلنا اور یہ آرزو کرنا کاش یہ دولت مجھے
ملتی اس عزت و فضیلت سے اس کی بجائے میں بہرہ ور ہوتا اگر یہ چیزیں
میرے نصیب میں نہ تھیں تو کم از کم اس سے چھین لی جاتیں۔ اس کو بھی ان
سے محروم کر دیا جاتا۔

یہ جذبہ انسان کی کمینگی اور خبث طبع پر دلالت کرتا ہے لیکن بات
یہاں تک محدود نہیں رہتی بسا اوقات یہ بڑے بڑے جو رستم کا سبب بن

جاتی ہے جو انسان حسد کی آگ میں جل رہا ہوتا ہے وہ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھا نہیں رہتا بلکہ ایسی تدابیر سوچتا ہے، ایسی سازشیں کرتا ہے اور اس قسم کے گٹھ جوڑ کرتا ہے جس سے وہ اپنی ناپاک آرزو کو پورا کر سکے۔ اس سے ایسی ایسی مذموم حرکتیں سرزد ہو جاتی ہیں جو شرف انسانی سے کوئی مناسبت نہیں رکھتیں۔

قابیل نے ہابیل کو حسد کی وجہ سے ہی قتل کیا تھا جس کی تفصیلات ابھی بیان کی جائیں گی۔ ابو جہل اور دیگر اکابر قریش یہ جانتے ہوئے بھی کہ حضور سچے نبی ہیں محض حسد کی وجہ سے دین اسلام قبول نہیں کرتے تھے۔ ان وجوہات کی وجہ سے اس گناہ کبیرہ میں شمار کیا گیا ہے اور اس سے بچنے کی بھرپور تاکید کی گئی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

قَالَ إِيَّاكُمْ وَالْحَسَدَ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ
كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ.

(ابوداؤد شریف)

ترجمہ: حضور ﷺ نے فرمایا اے میرے غلامو! حسد سے اپنے آپ کو بچاؤ کیونکہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑیوں کو

خاکستر بنا دی ہے ایک اور ارشاد میں اس کی مذمت اس طرح بیان کی گئی ہے۔

عَنِ الزَّبِيدِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
دَبَّ إِلَيْكُمْ دَاءُ الْأُمَمِ قَبْلَكُمْ الْحَسَدُ
وَالْبَغْضَاءُ هِيَ الْخَالِقَةُ لَا أَقُولُ تَعْلُقُ
الشَّعْرَ وَلَكِنْ تَعْلُقُ الدِّينَ.

حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنے آپ کو بدظنی سے بچاؤ کیونکہ ظن سب سے چھوٹی بات ہے تم اسے مت ٹٹولو مت جاسوسی کرو مت چھان بین کرو مت ایک دوسرے کی ساتھ حسد کرو ایک دوسرے کے ساتھ بغض نہ کرو ایک دوسرے کی طرف پیٹھ نہ کرو۔ تم اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے بن جاؤ جیسے آپس میں بھائی بھائی ہو۔ کتنے واضح الفاظ میں حضور ﷺ نے حسد سے بچنے کی تلقین کی ہے۔ جس انسان پر اللہ کا خصوصی فضل و کرم ہوتا ہے تو اس کے بدخواہ اکثر بیدار ہو جاتے ہیں۔ وہ ان کی عزت کرتا ہے، ان کی دلجوئی کرتا ہے جہاں تک بن پڑے ان کی خدمت سے بھی گریز نہیں کرتا اس کے باوجود حاسدوں کے سینے میں حسد کی آگ بھڑکتی رہتی ہے وہ بلا وجہ جلتے رہتے

ہیں۔ انسان نہ تو خود ہر حاسد کو پہچان سکتا ہے اور نہ حاسدوں کے منصوبوں سے آگاہ ہو سکتا ہے اور اگر آگاہ ہو بھی جائے تو بسا اوقات ان کا تدارک کرنے سے قاصر ہوتا ہے اس لئے قرآن پاک میں حکم دیا جا رہا ہے کہ تم اپنے رب کریم کے دامن عاطفت میں پناہ لے لو یہ بے شک ان حاسدوں کی شرانگیزیوں سے وہ بچ سکتا ہے جسے اس کی پناہ حاصل ہو جائے۔ (ضیاء القرآن)

اس مختصری تمہید کے بعد اب آئیے اس کے نقصات اور فسادات اور برے انجام پر غور کریں۔ یہود صرف حسد اور بغض کی وجہ سے حضور ﷺ کی رسالت کا انکار کرتے تھے اس لئے اللہ کریم نے اپنے حبیب ﷺ کو فرمایا کہ ان حاسدوں کو حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کی وہ سچی خبر سنائیں جس سے حاسدوں کا انجام واضح ہو جائے ہو سکتا ہے یہ عبرت حاصل کر لیں۔

ہابیل اور قاتیل دونوں حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے تھے جو حضرت حوا کے بطن سے پیدا ہوئے کیونکہ حوا علیہا السلام کے ہاں ایک ہی حمل سے لڑکا اور لڑکی پیدا ہوتے تھے اور اس وقت انسانیت بھی صرف آدم علیہ السلام کی حقیقی اولاد پر منحصر تھی۔ اس لئے اس کے بغیر کوئی نکاح کا

طریقہ ہی نہیں تھا کہ ایک حمل کے لڑکے کا نکاح دوسرے حمل کی لڑکی سے کیا جائے اور حضرت آدم علیہ السلام کی شریعت میں یہ جائز تھا اس دستور کے مطابق اقلیما جو قاتیل کے ساتھ پیدا ہوئی تھی۔ اس کا نکاح ہابیل کے ساتھ اور لیوذا جو ہابیل کے ساتھ پیدا ہوئی تھی اس کا نکاح قاتیل کے ساتھ ہونا تھا۔ اقلیما خوبصورت تھی جبکہ لیوذا کی صورت پسندیدہ نہ تھی۔ اس لئے قاتیل اقلیما اپنی سگی بہن کے ساتھ نکاح کرنا چاہتا تھا حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ تجھ پر حرام ہے تو قاتیل نے اپنے باپ کی نافرمانی کرتے ہوئے کہا کہ یہ خدائی حکم نہیں بلکہ یہ صرف آپ کی رائے ہے تو آدم علیہ السلام نے فرمایا تم دونوں قربانی دو جس کی قربانی آسانی آگ نے اتر کر جلا دی تو اس کی قربانی قبول ہوگی اور اقلیما کا نکاح اس کے ساتھ ہوگا۔ چنانچہ قاتیل نے گندم کا ردی ڈھیر پیش کیا جبکہ ہابیل نے موٹی بکری یا خوبصورت جانور کو خلوص نیت سے ذبح کیا۔ ان دونوں نے اپنی اپنی چیزیں پہاڑ کے اوپر رکھ دیں۔ غیب سے آگ نمودار ہوئی اس نے ہابیل کی قربانی کا گوشت جلا دیا جو قربانی کے قبول ہونے کی علامت تھی۔ جس کی وجہ سے قاتیل کے دل میں حسد کی آگ بھڑک اٹھی اور اپنے بھائی کو قتل کرنے کا ارادہ کیا اور اپنے بھائی کو دھمکی دی کہ میں تمہیں

ضرور قتل کر دوں گا کیونکہ تیری قربانی قبول ہو گئی ہے اور میری مردود تو ہائیل نے نہایت محبت سے جواب دیا اے میرے بھائی یہ تو اللہ کی مرضی ہے جس کی چاہے قربانی قبول کرے اور جس کی چاہے رد کر دے اس میں میرا کیا قصور ہے اور وہ تو صرف متقین سے ہی قربانیاں قبول کرتا ہے تو مجھے کس گناہ کی سزا دینا چاہتا ہے اور قتل کرنا چاہتا ہے؟

لیکن چونکہ قاتیل کا دل حسد کی آگ میں جل رہا تھا اس پر اپنے بھائی کی بات کا کوئی اثر نہ ہوا اور اس نے پختہ عزم کر لیا کہ وہ اپنے بھائی ہائیل کو قتل کر دے گا لیکن اسے یہ معلوم نہ تھا کہ وہ اپنے بھائی کو کس طرح قتل کرے۔ شیطان لعین اس موقع کے انتظار میں تھا وہ فوراً انسانی شکل میں سامنے آیا اور اس نے ایک پرندے کو پکڑ کر اس کا سر ایک پتھر پر رکھا دوسرے پتھر سے اس کا سر کچل دیا وہ پرندہ مر گیا۔ قاتیل یہ منظر دیکھ رہا تھا اس نے دیکھا کہ اس کا بھائی ہائیل سویا ہوا ہے تو اس نے ایک پتھر لیا اور اپنے بھائی کے سر پر دے مارا اور اسے قتل کر دیا یہ قتل کہاں ہوا؟ اس کی وضاحت قرآن مجید میں نہیں البتہ ابن عباس کے نزدیک جبل ثور تھا اور بعض کے نزدیک جبل حرا کی گھاٹی تھی اور بعض کے نزدیک بصرہ میں مسجد کے نزدیک انہیں قتل کیا گیا تھا۔ (تفسیر خازن)

قاتیل جب اپنے بھائی کو قتل کر چکا تو اس پر از حد شرمندہ ہوا اور اسے اپنے بھائی کو ٹھکانے لگانے کی کوئی تدبیر سمجھ نہ آئی اس لئے کم وبیش ایک سال تک وہ اس کی نعش اپنی گردن پر اٹھا کر پھرتا رہا یہاں تک کہ ایک کوئے نے اسے زمین میں دفن کرنے کا عملی نمونہ دکھایا۔ اس نے ہائیل کو زمین میں دفن کر دیا۔ لیکن اس کا انجام یہ ہوا کہ اس کی رنگت سیاہ ہو گئی اور اس کی والدہ اور والد دونوں اس سے بیزار ہو گئے آدم علیہ السلام نے اس سے اس کے بھائی کے متعلق دریافت کیا تو گستاخانہ انداز میں کہنے لگا کہ کیا میں اس کا نگران یا وکیل ہوں لہذا آدم علیہ السلام سمجھ گئے کہ اس نے اپنے بھائی کو قتل کر دیا لہذا سو سال تک اپنے بیٹے کے غم کی وجہ سے نہ ہنسے اور نہ مسکرائے لیکن قاتیل نے جس مقصد کے لئے یہ گھناؤنا فعل انجام دیا تھا اس میں وہ ناکام و نامراد ہوا اور قیامت تک ظلم سے قتل ہونے والوں کا سارا گناہ اپنے ذمے لے لیا اور وہ نوح علیہ السلام کے زمانے تک زندہ رہا عیش و عشرت لہو و لعب اور غلط کاموں میں مصروف ہو کر اپنی دنیا و آخرت برباد کرتا رہا۔ یہاں تک کہ طوفان نوح میں وہ بھی غرق ہو گیا۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس کو ظلماً قتل کیا جائے گا تو اس کے قتل کا گناہ اور اس کے خون کی بے عزتی کا وبال قاتیل کے ذمہ ہوگا۔

کیونکہ یہی وہ شخص ہے جس نے سب سے پہلے قتل کا راستہ اپنایا اسی طرح یہ بھی روایت کیا گیا ہے کہ آسمانوں میں سب سے پہلے ابلیس لعین نے حسد کیا تھا اور اسے راندہ درگاہ کر دیا گیا اور زمین میں سب سے پہلے جس نے حسد کیا وہ قابیل تھا اور اسے بھی اپنے مقصد میں خائب و نامراد ہونا پڑا۔ ذلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس آفت سے محفوظ رکھے اور حسد کرنے سے بچائے۔ (آمین)

{امہات الخطایا}

بعض حکماء نے فرمایا ہے کہ تمام گناہوں کی اصل تین بُری خصلتیں ہیں۔ حسد، حرم، حرص، تکبر۔

حسد:

حسد کی ابتدا قابیل سے ہوئی اس نے حسد کی وجہ سے اپنے بھائی کو قتل کیا اور وہ دائرہ اسلام سے خارج ہوا۔

حسد کی آٹھ آفتیں:

حسد ایک گھناؤنی عادت ہے اس بری عادت سے انسان اللہ تعالیٰ کی سخت ناراضگی کا حقدار ہو جاتا ہے اور اس سے جو آفتیں حاسد کو لاحق ہوتی ہیں وہ یہ ہیں۔

عثمان بن حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حاسد کو آٹھ مصیبتیں لاحق ہوتی ہیں جو اس کو ہلاکت تک پہنچا دیتی ہیں۔

{۱} حاسد کے سارے نیک اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔

{۲} حسد انسان کو گناہوں کے ارتکاب تک پہنچا دیتا ہے کیونکہ حاسد

غیبت کرتا ہے، جھوٹ بولتا ہے، گالی گلوچ کرتا ہے اور فطری طور پر منعم علیہ کی نعمت کے زوال پر اسے خوشی ہوتی ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا جب تک لوگوں کے دلوں میں حسد پیدا نہیں ہوگا تو وہ بھلائی کے ساتھ رہیں گے۔

{۳} عبد اللہ بن بشر فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ حاسد میری شفاعت سے محروم ہوگا کیونکہ حاسد، جغل خور اور کاہن مجھ سے نہیں۔ جب تک وہ توبہ نہ کر لیں اور پھر آپ نے یہ آیت طیبہ تلاوت فرمائی۔

وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ
بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدْ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا
وَإِثْمًا مُّبِينًا ۝

ترجمہ: جو لوگ بغیر کسی گناہ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو تکلیف دیتے ہیں وہ بہت بڑے بہتان اور واضح گناہ کا بوجھ اٹھا لیتے ہیں۔

{۴} حاسد جہنم میں داخل ہوگا:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اور ابن مالک رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ چھ آدمی حساب کتاب شروع

ہونے سے ایک سال پہلے جہنم میں داخل ہوں گے آپ سے پوچھا گیا۔ ”من ہم یا رسول اللہ“ وہ کون ہیں یا رسول اللہ ﷺ۔ آپ نے فرمایا: ظالم حاکم، تعصب کرنے والے عرب، متکبر کسان، خائن تاجر، جاہل مطلق اور حسد کرنے والا عالم۔

{۵} حاسد دوسرے لوگوں کو بلا وجہ نقصان پہنچانے کی کوشش کرتا ہے اور گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو جاتا ہے چونکہ حاسد اپنے مقصد کے حصول کے لئے خفیہ تدابیر کرتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے شیطان اور حاسد کے شر سے اپنی پناہ مانگنے کا فرمایا۔

{۶} حاسد بغیر کسی وجہ اور بغیر فائدہ ہمیشہ سوچ و بچار میں رہتا ہے اور مشقت اٹھاتا ہے خواہ مخواہ کے گناہ کا بوجھ اٹھاتا ہے۔ ابن سماک کہتے ہیں کہ حاسد ظالم ہوتا ہے ہمیشہ غم و انداہ میں مبتلا رہتا ہے اور اس کا دل جلتا رہتا ہے۔

{۷} حاسد نور و بصیرت سے محروم ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے احکام سے غافل ہو جاتا ہے اس کا نافرمان بن جاتا ہے۔ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”لَا تَكُنْ حَاسِدًا تَكُنْ سَرِيعَ الْفَهْمِ“

اگر تو حاسد نہ بنے تو تیری سمجھ تیز ہو جائے گی۔

{۸} حاسد ذلیل و رسوا ہوتا ہے۔ اپنے مقصد کو پانے میں ناکام و نامراد ہوتا ہے۔ اپنے دشمن پر کبھی غلبہ نہیں پاسکتا۔ اسی وجہ سے کہا جاسکتا ہے الحسود لایسود۔ کہ حاسد کبھی بھی سردار نہیں بنتا۔

فقہ ابو الیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ چار آدمیوں کے دعا بالکل قبول نہیں ہوتی۔

(۱) حرام کھانے والے کی۔

(۲) غیبت کرنے والے کی۔

(۳) غنیمت میں خیانت کرنے والا۔

(۴) مسلمانوں کے خلاف حسد کرنے والا۔

الہی تیری یہ زار و ناتواں ضعیف و بے نوا بندی تیرے دامن لطف و کرم میں پناہ طلب کرتی ہے تیری پناہ کے بغیر اس کا کوئی ٹھکانہ نہیں۔ اے اللہ! حسد اور حاسدوں سے ہمیں پناہ عطا فرما اور ایک لمحہ کے لئے بھی ہمیں اپنے نفس کے حوالے نہ فرما۔

☆☆☆☆☆

بغض و حسد دین کو مونڈتے ہیں

(۱) حدیث شریف :-

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

يُغْرَضُ أَعْمَالُ النَّاسِ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ

مَرَّتَيْنِ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيسِ فَيُغْفَرُ

لِكُلِّ عَبْدٍ مُّؤْمِنٍ إِلَّا عَبْدًا بَيْنَهُ وَبَيْنَ

أَخِيهِ شَهَنَاءُ فَيُقَالُ أَكْرُ كُوا هَذَيْنِ يُغْنِيَا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے

فرمایا کہ بندوں کے اعمال ہر ہفتہ میں دو مرتبہ پیش کیے جاتے ہیں۔ پیر اور جمعرات کو پس ہر بندے کی مغفرت ہوتی ہے سوائے ان بندوں کے جو اپنے کسی مسلمان بھائی سے بغض و کینہ رکھتا ہو اس کے متعلق حکم دیا جاتا ہے کہ ان دونوں کو چھوڑے رہو (یعنی فرشتے ان کے گناہوں کو نہ مٹائیں) یہاں تک کہ وہ آپس کی عداوت سے باز آجائیں۔

{مسلم شریف}

(۲) حدیث شریف:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ کسی مسلمان کو جائز نہیں کہ وہ تین دن سے زیادہ کسی مسلمان کو عداوت چھوڑے رکھے۔ اگر تین دن گزر جائیں تو اس کو چاہئے کہ اپنے بھائی سے مل کر سلام کرے اگر وہ سلام کا جواب دے دے تو مصالحت کے ثواب میں دونوں شریک ہیں اور اگر سلام کا جواب نہ دے تو جواب نہ دینے والا گنہگار ہوا اور سلام کرنے والا ترک تعلقات کے گناہ سے بری ہو گیا۔ (ابوداؤد شریف، مشکوٰۃ شریف)

(۳) حدیث شریف:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِيَّاكُمْ
وَالْحَسَدَ فَإِنَّ الْحَسَدَ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ
كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ حسد سے اپنے آپ کو بچاؤ اس لئے کہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو۔ (ابوداؤد شریف)

(۴) حدیث شریف:

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: اگلی اُمتوں کی بیماری تمہاری طرف بھی آگئی وہ بیماری حسد اور بغض ہے جو مونڈتی ہے بلکہ وہ دین مونڈتی ہے۔ (مسند امام احمد و ترمذی شریف)

فائدہ:

کسی شخص میں کوئی خوبی دیکھ کر یہ آرزو کرنا کہ وہ خوبی اس سے زائل ہو کر میرے پاس آ جائے اسے حسد کہتے ہیں۔ حسد کرنا حرام ہے۔ (بہار شریعت)

اگر یہ تمنا کرنا کہ وہ خوبی مجھ میں بھی آ جائے اسے رشک کرنا کہتے ہیں اور یہ جائز ہے۔ آئیے اللہ کے حضور دعا کرتے ہیں کہ اللہ ہمیں حسد جیسی لعنت سے بچائے اور اپنی رحمت سے مالا مال فرمائے۔ آمین۔

جھوٹ:

لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَذِبِيِّينَ.

ترجمہ: جھوٹوں پر خدا کی لعنت ہے۔

(۱) حدیث شریف:

عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
إِنَّ الصِّدْقَ بَرٌّ إِنَّ الْبُزْءَ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ وَإِنَّ
الْكُذِبَ فُجُورٌ وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا
کہ سچ بولنا نیکی ہے اور نیکی جنت میں لے جاتی ہے اور جھوٹ بولنا فسق و
فجور ہے اور فسق و فجور دوزخ میں لے جاتا ہے۔ (مسلم شریف)

(۲) حدیث شریف:

عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
إِذَا كَذَبَ الْعَبْدُ تَبَاعَدُ عَنْهُ الْمَلَائِكَةُ
مِثْلًا مِنْ نَتْنٍ مَا جَاءَ بِهِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے
فرمایا کہ جب بندہ جھوٹ کہتا ہے تو اس کے منہ کی بدبو سے فرشتے ایک میل
دور ہٹ جاتا ہے۔ (ترمذی شریف)

(۳) حدیث شریف:

حضرت صفوان بن سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا گیا۔ کیا مومن بزدل ہوتا ہے؟ حضور
اکرم ﷺ نے فرمایا: ہاں! (ہو سکتا ہے) پھر عرض کیا گیا کیا مومن بخیل ہو
سکتا ہے۔؟ فرمایا: ہاں! ہو سکتا ہے پھر عرض کیا گیا کیا مومن جھوٹا ہو سکتا
ہے؟ فرمایا نہیں۔ (بیہقی، مشکوٰۃ)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ جھوٹ ایک بہت ہی بری عادت
ہے ایک گھناؤنی خصلت ہے۔ جھوٹ بولنے والے سے پروردگار اس
قدر ناراض ہوتا ہے کہ جھوٹے پر اپنی لعنت برساتا ہے اور پھر تین دن
تک فرشتے جھوٹے بندے کے نامہ اعمال میں کوئی نیکی نہیں لکھتے اور
حضور نبی کریم ﷺ نے تو یہاں تک فرمایا کہ وہ مومن ہی نہیں جو جھوٹ
بولے۔ آئیے ہم غور کریں اپنے نفس کا محاسبہ کریں کہ ہم دن میں کتنی بار
جھوٹ بولتے ہیں۔

خاوند سے جھوٹ، بچوں سے جھوٹ، ملنے والوں سے جھوٹ کیا
ہم مومن ہیں؟ کیا ہماری نمازیں، ہماری زکوٰۃیں، ہمارے روزے،

ہمارے حج قبول ہیں؟ اس صورت میں کہ ہم لمحہ بہ لمحہ جھوٹ بولتے ہیں۔ وہ جھوٹ جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو سخت ناپسندیدہ ہے اور جس نبی ﷺ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلتے ہیں کہ جھوٹ فسق و فجور ہے اور فسق و فجور جہنم میں لے جاتا ہے۔ لمحہ فکریہ یہ ہے کہ ہم ایسے جہنم کی آگ سہہ پائیں گے جس کی تیزی دنیا کی آگ سے سترگناہ زیادہ ہے؟ (الامان) نہیں ہرگز نہیں۔ تو آئیے! اس جہنم کی آگ اور رب کریم کے قہر سے بچنے کے لئے ہم جھوٹ بولنے سے سچی اور خلوص دل سے توبہ کریں جھوٹ بولنے سے گریز کریں۔ کوشش کریں تو ان شاء اللہ ضرور کامیاب ہوں گے کیونکہ جو لوگ کوشش کرتے ہیں رب ذوالجلال کی تائید و نصرت ان کے شامل حال ہوتی ہے۔ عہد کریں کہ ہمیشہ سچ کا دامن پکڑیں گے چاہے جان بھی چلی جائے اور اگر ہم نے اللہ و رسول ﷺ کو راضی کرنے کے لئے سچ کو اپنا لیا تو پھر انشاء اللہ جہاں ہماری ساری عبادات قبول ہوں گی وہاں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضامندی بھی حاصل ہوگی اور ہم مومن بھی بن جائیں گے۔ کیونکہ سچ ایک نیکی ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور جنت میں اسی کا داخلہ ممکن ہے جو مومن ہے اور سچ بولنے والا ہی مومن ہے۔

{ سچ بولنا }

ہر مسلمان پر فرض ہے کہ سچ بولے اور ہرگز ہرگز کبھی جھوٹ نہ بولے۔ جھوٹ بولنا گناہ کبیرہ ہے۔ ایک حدیث میں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: تم لوگ اپنے لئے اس کو لازم سمجھو کہ سچ ہی بولو کیونکہ سچائی تم کو نیکو کاری کی طرف لے جائے گی اور نیکو کاری تم کو جنت میں پہنچا دے گی۔ جو آدمی ہمیشہ سچ بولتا ہے اور سچائی ہی کا طلبگار رہتا ہے تو اللہ کے دربار میں اس کے لئے صدیق کا لقب لکھ دیا جاتا ہے اور تم لوگ جھوٹ سے بچتے رہو کیونکہ جھوٹ تمہیں بدکاری کی طرف لے جائے گا اور بدکاری تم کو جہنم میں پہنچا دے گی آدمی لگا تار جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ کا ہی طلبگار رہتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کذاب لکھ دیا جاتا ہے۔ (ترمذی شریف جلد ۲)

اللہ اکبر! ایک مسلمان کی خوش نصیبی کی یہ کتنی بڑی معراج ہے کہ پروردگار عالم کے دربار سے اس کو صدیق کا معزز خطاب مل جائے اور وہ دونوں جہان میں رب العالمین کے انعام و اکرام کی دولت سے مالا مال ہو جائے اور یہ ایک مسلمان کی کتنی بد بختی اور کتنی بڑی نحوست ہے کہ

اللہ عزوجل کی بارگاہِ قہر و جلال سے اس کو کاذب کا گندہ اور گھناؤنا لقب ملے اور وہ دونوں جہان میں خدا کی مار اور پھٹکار سے ذلیل و خوار ہو جائے۔ (توبہ توبہ نحوذ باللہ) ”کذاب“ (بہت بڑا جھوٹا) یہ کتنا بڑا اور کس قدر قابل نفرت خطاب ہے۔ یہاں حضور ﷺ کا وہ فرمان یاد آیا جو آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کیا مومن جھوٹا ہو سکتا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں مومن جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ مطلب یہ ہے کہ کاذب یعنی کبھی کبھی اتفاقاً یا بوقت ضرورت جھوٹ بولنے والا تو مومن کہلائے گا مگر کذاب جو ہمیشہ ہر بات میں جھوٹ ہی بولے وہ اس لائق نہیں کہ اس کو مومن کہا جائے کیونکہ کذاب ہونا ہرگز کامل ایمان مسلمان کی شان نہیں۔

{حق گوئی}

ہر جگہ، ہر موقع اور ہر معاملہ میں حق بات علانیہ کہہ دینا یہ ایک کامل مومن کا ایسا طرہ امتیاز اور اتنا بلند پایہ ایمانی جو ہر ہے کہ ایک حدیث میں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ۔

أَفْضَلُ الْجِهَادِ كَلِمَةُ حَقٍّ عِنْدَ

السُّلْطَانِ الْحَاجِبِ۔

یعنی ظالم بادشاہ کے سامنے حق بات کہنا جہاد کی افضل و اعلیٰ قسم ہے چنانچہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اس خصلت میں بہت ممتاز تھے کہ مقام مداح میں ان کیلئے ”الناطق بالصدق والصواب“ کا معزز خطاب دربار نبوت سے عطا کیا گیا اس لئے حضور ﷺ نے یہ نصیحت فرمائی کہ ”قل الحق وان كان مرا“ یعنی حق بات کہہ دینی چاہئے اگرچہ وہ تلخ اور کڑوی ہی کیوں نہ ہو۔ سچ بولنے اور ہر معاملے اور ہر موقع پر حق گوئی کرنے والے کے عمل سے یہ ظاہر ہے کہ وہ اپنے پروردگار سے ڈرتا ہے کیونکہ جب وہ جھوٹ بولنے سے گریز کرتا ہے۔ تو وہ یہ خیال کرتا ہے کہ میرا خالق وہ مالک میرا پروردگار ہر جگہ، ہر گھڑی مجھے دیکھ رہا

ہے۔ میں دنیا کو تو جھوٹ بول کر غلط بیانی کر کے دھوکہ دے سکتا ہوں
 وقتی طور پر دنیا کی ذلت آمیز نظروں سے بچ سکتا ہوں لیکن میں علیم وخبیر،
 سمیع، بصیر مولیٰ سے نہیں بچ سکتا۔ اس کو دھوکہ نہیں دے سکتا جو ذات
 ”علیم بذات الصدور“ ہے۔ پھر یہی خیال، یہی تصور اس انسان کو
 بڑے بڑے جھوٹ سے بچا لیتا ہے اور وہ کڑے سے کڑے وقت میں
 بھی سچ کا دامن نہیں چھوڑتا ایسا انسان جو اپنے رب کو ہر جگہ موجود پاتا
 ہے اپنے رب سے ڈرتا ہے حق گوئی کرتا ہے۔ سچ کا سہرا اپنے ماتھے پر
 سجاتا ہے تو وہ بندہ رب کو بڑا پیارا لگتا ہے ایسے انسان کے لئے ہی تو
 جنت کو سجایا گیا اور جنت کی ابدی نعمتیں دینے کا ایسے ہی سچے صاف گو
 انسان کے ساتھ وعدہ کیا گیا۔ اے انسان تو بھی ہوش کر اپنی آنکھوں
 سے غفلت کو پٹی ہٹا کر اپنے پروردگار کو ہر جگہ موجود سمجھتے ہوئے جھوٹ
 سے گریز کرو اور سچا اور پکا مومن بن جا پھر دیکھ تیرا پروردگار تجھ پر کتنی
 رحمتیں برساتا ہے۔ سچ کی وجہ سے تجھے کتنی عزت عطا فرماتا ہے اور دنیا
 کی رسوائیوں سے بچاتا ہے۔ تیرا پروردگار تو مہربان ہے۔ بہت ہی
 زیادہ رحیم و کریم ہے تو جھوٹ سے سچی توبہ کرے خلوص وللہیت دل میں
 سجا کر اس بارگاہ الہی میں جھک تو سہی جھوٹ سے برائیوں سے گناہوں

سے سچی توبہ کر تو سہی پھر غور کر پھر دیکھ تیرے پروردگار کی بخشش تجھ پر کس
 طرح برستی ہے کسی طرح تیرے گناہوں کو پاک کر دیا جاتا ہے۔ ہاں
 ہاں یہ اسی ذات باری تعالیٰ کا فرمان ہے کہ جو صدق دل سے توبہ کرے
 تو اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

ابھی وقت ہے آنکھیں کھول اور اس کی رحمتوں بخششوں سے
 جھولیاں بھر لے وہ ذات تیرے بہت قریب ہے۔ قرب کی انتہا دیکھنی
 ہے تو اس آیت کو پڑھ۔ کہ خدا شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ اللہ
 کریم اپنے بندوں کو اپنے حبیب ﷺ کی زبان مبارکہ سے بتا رہا ہے کہ
 اے حبیب ﷺ۔

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ

أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ

فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَالْيَوْمُ مَنُوءَانِي

لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ۔

(پارہ ۲ سورۃ البقرہ رکوع ۱۷۔ آیت ۱۸۶)

ترجمہ: اور جب میرے بندے میرے متعلق سوال کریں (تو فرما

دیکھئے) میں ان سے قریب ہوں۔ دعا کرنے والے کی دعا قبول فرماتا ہوں جب وہ دعا کرتا ہے پس انہیں چاہیے کہ میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ وہ ہدایت پا جائیں۔

معلوم ہوا جھوٹ سے بچنا اور سچ بولنا یہ بھی خدا کا حکم ہے اور جو اللہ کریم کا حکم مانتے ہیں وہ ”یرشدون (ہدایت یافتہ)“ کے مقام پر فائز ہوتے ہیں جو یہ بلند مقام حاصل کر لے وہ بہت سمجھدار اور خوش نصیب ہے اور یہی خوش نصیبی یہی ہدایت ایک دن اسے جنت میں پہنچا دے گی۔

{ اچھی گفتگو اور خاموشی }

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے۔

مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ ۝
ترجمہ:- وہ نہیں نکالتا اپنی زبان سے کوئی بات مگر اس کے پاس ایک نگہبان (لکھنے کے لئے) تیار ہوتا ہے۔

پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر ضیاء القرآن میں اس کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ انسان کی کوئی بات اور اس کی کوئی حرکت ایسی نہیں جس پر وہ فرشتے مطلع نہ ہوں اس سے جس قسم کا فعل صادر ہوتا ہے وہ فرشتے اسے فوراً ریکارڈ کر لیتے ہیں قیامت کے روز جب انسان پر رش اعمال کے لئے بارگاہ الہی میں پیش کیا جائے گا تو سب کچھ جاننے کے باوجود اللہ تعالیٰ ملائکہ کو حکم دے گا کہ اس شخص کے دفاتر عمل کو بطور دستاویزی ثبوت پیش کیا جائے۔

ریڈیو اور ٹیلی ویژن کی اختراع نے ثابت کر دیا کہ انسان کی آواز کو ہو بہو مقید کرنے کے لئے قدرت نے ہر جگہ ٹیپ لگا دیئے ہیں اور اس کی حرکات و سکنات کو بعینہ محفوظ رکھنے کیلئے قدرتی ٹیلی ویژن کیمرے

ہر جگہ نصب ہیں جب بھی اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ انسان کی ہو بہو اس کی آواز اور اس کی حرکات و سکنات کا مشاہدہ کرا دے گا۔ اور اس میں انکار کی ہمت نہ ہوگی۔ یہاں تک تو علم انسانی کی رسائی ہو چکی ہے۔ لیکن فرشتے ہماری زندگی کے ڈرامہ کو جس خوبی سے محفوظ کر رہے ہیں اس کا اندازہ کرنا اس دنیا میں ہمارے لئے بہت مشکل ہے۔ البتہ سائنس کے انکشافات کے بعد عقل حیلہ کو تواب انکار کی ہمت نہیں رہی۔

قرآن حکیم کی اس آیت مبارکہ کی تفسیر پڑھنے کے بعد ہمیں سمجھ لینا چاہئے کہ خاموشی ہمیں بہت سی پریشانیوں سے نجات دے سکتی ہے اور سب سے بڑھ کر قیامت کے دن جس دن کسی بشر کو اپنے کیے ہوئے کلام سے محال انکار نہ ہوگی اور اس کا صحیفہ دفتر اس کے سامنے کھول کر رکھا جائے گا۔

احادیث مبارکہ میں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ

مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ۔

یعنی اس وقت تک تم میں سے کوئی کامل الایمان نہیں ہوگا یہاں تک کہ وہ اپنے (دینی) بھائی کے لئے وہی چیز پسند کرے جو اپنے لئے

پسند کرتا ہے۔ (نوادی مقدمہ مسلم صفحہ ۵۰)

خاموشی بہتر ہے یا کلام کرنا اچھا ہے۔ اس معاملہ میں استاذ الصوفیہ حضرت ابوالقاسم قشیری علیہ الرحمۃ کا ایک بہترین معقولہ ہے کہ

السَّكْتُ فِي وَقْتِهِ الرَّجَالُ كَمَا أَنَّ النَّطْقَ فِي مَوْفِعِهِ مِنْ أَشْرَفِ الْخَصَالِ۔

خاموشی کے وقت چپ رہنا مردان خدا کا طریقہ جیسا کہ کلام کے موقع پر بول دینا نہایت ہی اشرف خصلت ہے۔ اور کبیر الاولیاء حضرت ابوعلی دقاق علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے کہ:

مَنْ سَكَتَ عَنِ الْحَقِّ فَهُوَ شَيْطَانٌ

آخِرُس۔ (نوادی مقدمہ مسلم صفحہ ۵۰)

یعنی جو حق بات کہنے سے خاموش رہے وہ گونگا شیطان ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ نہ ہر حال میں خاموشی بہتر ہے اور نہ ہر حال میں بولنا بہتر ہے۔ بلکہ دونوں اپنے اپنے محل اور موقع پر افضل ہیں۔ جہاں خاموشی کا موقع محل ہو وہاں خاموش رہنا بہتر ہے اور اچھا ہے۔ اور جہاں بولنے کا موقع ہو وہاں بولنا بہتر اور اچھا ہے۔ ہاں البتہ فرمان حدیث کے بموجب یہ دھیان رکھنا ضروری ہے کہ جو کچھ بولے وہ اچھی

بات ہو بری بات نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ اعلم۔

مسلم شریف کی حدیث پاک ہے کہ ہر مسلمان کو تین چیزوں کا خاص طور پر اہتمام کرنا چاہئے۔

(۱) اپنے پڑوسی کے ساتھ نیک سلوک اور اچھا برتاؤ۔

(۲) اپنے مہمان کا اعزاز و اکرام کرے۔

(۳) جب بھی کچھ بولے تو اچھی بات بولے ورنہ خاموش رہے۔

مسلم شریف کی اس تیسری حدیث کا مطلب ہے کہ مسلمان کو لازم ہے کہ بولنے سے پہلے سوچ لے کہ اگر اس بات سے خود کو یا دوسرے کو کوئی نقصان و ضرر پہنچنے کا اندیشہ ہے تو ہرگز اس بات کو نہ کہے بلکہ خاموش رہے اس کی یہ خاموشی بولنے سے ہزار ہا درجہ بہتر ہے۔

شیخ ابو محمد عبد اللہ بن زید جو اپنے دور میں لاد مغرب کے امام ”المالکینہ“ کہلاتے تھے فرمایا کرتے تھے کہ میری نظر میں چاروں حدیثیں ایسی ہیں جن میں تمام آداب خیر کے خزانے جمع ہیں اور جو ان چاروں حدیثوں پر عمل کرے گا وہ خیر اور بھلائیوں کے تمام خزانوں کو جمع کرے گا۔ وہ چار حدیثیں یہ ہیں۔

(۱) حدیث شریف:

فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ۔

ترجمہ: یعنی اچھی بات بولے ورنہ خاموش رہے۔

(۲) حدیث شریف:

مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيهِ۔

ترجمہ: یعنی آدمی کے اسلام کی خوبی سے یہ بات ہے کہ تمام ان باتوں کو چھوڑ دے جن سے اس کو کوئی فائدہ اور غرض نہ ہو۔

(۳) حدیث شریف:

حضور ﷺ نے ایک شخص کو نہایت مختصر وصیت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

”لَا تَغْضَبْ“۔

ترجمہ: یعنی کسی پر غصہ نہ کرو۔

(۴) حدیث شریف:

اس وقت تک تم میں سے کوئی کامل الایمان نہیں ہوگا یہاں

تک کہ وہ اپنے (دینی) بھائی کے لئے وہی چیز پسند کرے جو اپنے

لئے پسند کرتا ہے۔

حضور ﷺ نے وصیت فرمائی کہ باتیں کم کیا کرو اور قدرت خداوندی اور اس کی شان ربوبیت میں غور کرتے ہوئے تفکر و تدبر کے ساتھ دیر دیر تک خاموش رہا کرو۔ اس عمل کے بہت سے فوائد میں سے حضور ﷺ نے اس حدیث میں دو جلیل القدر فائدوں کا ذکر فرمایا۔

اولاً یہ خاموشی شیطان کو پھنکارنے والی چیز ہے۔ ظاہر ہے کہ جب آدمی خاموش رہے گا اور دین کی باتوں میں غور و فکر کرتا رہے گا تو اس کے منہ سے کوئی غلط اور نازبات نہیں نکلے گی اور شیطان ناکام و نامراد ہو کر بھاگ جائے گا۔ کیونکہ شیطان کا کام ہی یہی ہے کہ وہ وسوسے ڈال ڈال کر انسان کو ناجائز باتیں بولنے کی ترغیب دلاتا رہتا ہے، اور جب کوئی آدمی خاموش رہے گا اور اس کی زبان سے کوئی لایعنی لغو بات نہیں نکلے گی تو شیطان اپنے کام میں ناکام و نامراد ہو کر یقیناً وہاں سے بھاگ نکلے گا۔

اور ثانیاً یہ کہ جب آدمی اپنے دین میں اور دین کی باتوں میں غور و فکر کرنے میں خاموشی کے ساتھ مشغول رہے گا اور دنیاوی بات چیت میں مشغول نہ رہے گا تو دین اور دینی باتوں کے سوچنے سمجھنے اور ان پر عمل

کرنے کے منصوبے بنانے کا خواب ملے گا۔ اس طرح خاموشی دین کے کاموں کے لئے بلاشبہ اور یقیناً مددگار ثابت ہوگی۔ اسی مضمون کو اس حدیث میں اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

فَإِنَّهُ مَظَرٌ دَلِيلُ شَيْطَانٍ وَعَوْنٌ فِي أَمْرِ دِينِكَ -

یعنی طویل خاموشی شیطان کو بہت زیادہ پھنکارنے والی چیز ہے اور یہ تمہارے دینی کاموں میں تمہارے لئے مددگار بھی ہوگی۔

{ مہمان نوازی }

مہمان نوازی کے بارے میں احادیث مبارکہ:

(۱) حدیث شریف:

حضرت ابوشریح رضی اللہ عنہ سے روایت کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے تو اسے چاہئے اپنے مہمان کا اعزاز کرے اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے تو اس کو چاہئے کہ اچھی بات بولے یا چپ رہے۔
(مسلم شریف جلد ۱ صفحہ نمبر ۵۰)

(۲) حدیث شریف:

حضرت ابوشریح عدوی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میری دونوں آنکھوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اور میرے کانوں نے حضور سے سنا جس وقت آپ نے ان کلمات کو ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہئے کہ اپنے مہمان کی عزت اس کو جائز دے کر کرے۔ اس پر لوگوں نے کہا کہ مہمان کا جائز کیا ہے؟ تو آپ

نے فرمایا کہ ایک دن اور ایک رات اور مہمانی تین دن ہے اور اس کے بعد جو کچھ ہوگا وہ صدقہ ہوگا اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے تو اس کو چاہئے کہ کوئی اچھی بات بولے یا چپ رہے۔
(ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۱۸)

(۳) حدیث شریف:

حضرت ابوشریح کعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مہمانی تین دن ہے اور مہمان کا جائزہ (پر تکلیف پکوان) ایک دن اور ایک رات ہے اور اس کے بعد جو اتفاق پیش آئے تو وہ صدقہ ہے اور مہمان کے لئے یہ حلال نہیں ہے کہ وہ اتنے دنوں تک ٹھہرا رہے کہ میزبان کو تنگ کر ڈالے۔
(ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۱۸)

حضرت ابوشریح:

مذکورہ بالا تین حدیثوں میں تین جگہ ابوشریح دلوئی کا ذکر ہے اور ترمذی کی ایک روایت میں ”ابوشریح کعبی“ ہے واضح رہے کہ یہ تین ایک ہی شخص ہیں۔ ”ابوشریح“ ان کی کنیت ہے اور یہ اپنی کنیت ہی سے زیادہ

مشہور ہیں۔ ان کا نام کیا ہے؟ اس بارے میں محدثین کے پانچ اقوال ہیں۔ بعض نے کہا ان کا نام ”خوید بن عمرو“ ہے اور بعض نے کہا کہ ”عمر بن خویدہ“ ہے اور بعض کے نزدیک عبدالرحمن نام ہے اور بعض نے ان کا نام ہانی بن عمرو بتایا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ان کا نام ”کعب“ ہے اسی طرح یہ تین نسبتوں کے ساتھ مشہور ہیں۔ کچھ لوگ ان کو ”ابو شریح خزاعی“ کہتے ہیں کچھ لوگ ان کو ”ابو شریح عدوی“ کہتے ہیں اور کچھ لوگ ”ابو شریح کعبی“ کہہ کر ان کو ذکر کرتے ہیں۔

(نوادہ شرح مقدمہ مسلم صفحہ ۲۴)

”اکمال فی اسماء الرجال“ میں ان کا تذکرہ ان لفظوں میں آیا ہے ”ابو شریح خوید بن عمرو کعبی، عدوی خزاعی، یہ فتح مکہ سے پہلے مسلمان ہو گئے تھے۔ حجاز کے اساتذہ حدیث میں ان کا شمار ہے۔ اور محدثین کی ایک جماعت نے ان کی شاگردی کا شرف پایا ہے۔ یہ بزرگ اور بلند مرتبہ صحابہ ہیں مدینہ منورہ کے اندران کی وفات ہوئی۔“

(اکمال صفحہ ۲۰۰)

شرح حدیث:

مسلم شریف کی حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر مسلمان کو تین

چیزوں کا خاص طور پر اہتمام کرنا چاہئے۔

(۱) اپنے پڑوسی کے ساتھ نیک سلوک اور اچھا برتاؤ کرے۔

(۲) اپنے مہمان کا اعزاز و اکرام کرے۔

(۳) جب بھی کچھ بولے تو اچھی بات بولے ورنہ خاموش رہے۔

ترمذی شریف کی پہلی حدیث کا بھی یہی مطلب ہے مگر اس میں ایک

بات بڑھی ہوئی ہے کہ مہمان کو اس کا جائزہ دے کر اس کی عزت افزائی

کرے مہمان کے جائزہ کا مطلب یہ ہے کہ اس کے لئے خصوصی طور پر

میزبان اہتمام کرے اور اپنی وسعت و طاقت کے مطابق اچھے سے اچھا

کھانا تیار کرے۔ جب لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مہمانوں

کے لئے خصوصی اور عمدہ کھانوں کا سلسلہ کتنے دنوں تک جاری رکھنا

چاہئے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک دن اور ایک رات کو یہ

مہمان کا حق ہے اور زیادہ سے زیادہ مہمانداری اور مہمان نوازی کی

مدت تین دن ہے مگر ایک دن ایک رات کے بعد میزبان کو عمدہ کھانا

تیار کرنا لازم نہیں ہے بلکہ حسب معمول جو خود کھاتا ہے وہی مہمان کو

کھلائے۔ یہ بھی مہمان کا حق ہے لیکن مہمان تین دنوں کے بعد جو

کھائے گا وہ اس کا حق نہیں ہے بلکہ میزبان کی طرف سے وہ صدقہ

ہے جو میزبان کھلا رہا ہے اور مہمان کھا رہا ہے۔ اور ترمذی شریف کی دوسری حدیث کا حاصل یہ ہے کہ مہمان کو لازم ہے کہ زیادہ سے زیادہ تین دن ٹھہرے اور اگر میزبان کی تنگی اور ہرج میں پڑ جانے کا اندیشہ ہو تو تین دنوں سے زیادہ مہمان کو ٹھہرنا جائز نہیں۔ ہاں اگر میزبان کوفت اور تنگ دلی میں نہ پڑے بلکہ نہایت خوش دلی کے ساتھ مہمان کو تین دن سے ٹھہرائے یہ جائز ہے۔ لیکن بہر حال یہ ضرور ہے کہ مہمان تین دنوں سے زیادہ ٹھہر کر جو کھائے گا وہ مہمان کا حق نہیں بلکہ میزبان کا احسان اور صدقہ نافلہ ہے جس کا میزبان کو اجر و ثواب ملے گا۔

{ مہمان کی عزت و تکریم کا اجر }

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ أَنْفَقَ عَلَى الضَّيْفِ دِرْهَمًا
وَكَاثِمًا أَلْفَ دِرْهَمٍ فِي سَبِيلِ
اللَّهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَا مِنْ أَحَدٍ يَأْتِيهِ الضَّيْفُ فَأَكْرَمَهُ
إِلَّا فَتَحَ اللَّهُ لَهُ بَابًا مِنَ الْجَنَّةِ۔

جو آدمی کسی کی مہمان نوازی کیلئے ایک درہم خرچ کرتا ہے تو گویا اس نے اللہ کے راستے میں ایک ہزار درہم خرچ کیا آپ نے فرمایا کہ جس آدمی کے پاس کوئی مہمان آئے اور وہ اس کی عزت کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا دروازہ کھول دیتا ہے۔

روایت بیان کی گئی ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس جب کوئی مہمان آتا تو آپ بذات خود اس کی مہمان نوازی کے لئے اور خدمت کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے اور جب آپ سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا میں نے حضور ﷺ سے سنا ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ جس کے گھر میں کوئی مہمان آئے تو ملائکہ

اس کی عزت کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں اور مجھے اس بات سے شرم آتی ہے کہ ملائکہ کھڑے ہوں اور میں بیٹھا رہوں۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا مہمان پر ایسا تشدد نہ کرو کہ اس سے بغض کرو۔ اس لئے کہ جس نے مہمان سے نفرت کی اس نے اللہ تعالیٰ سے نفرت کی، جس نے اللہ تعالیٰ سے نفرت کی اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ نفرت کی۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اس میں کچھ بھلائی نہیں جو مہمان نوازی نہ کرے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا طریقہ تھا کہ جب وہ کھانا کھانے کا ارادہ کرتے تو اپنے ساتھ کھانے والا تلاش کرنے کے لئے گاہے بگاہے ایک ایک دودو میل چلتے۔

مہمان کی آمد کی برکات اور ثواب:

اگر کسی کے گھر میں کوئی مہمان آجائے تو اس گھر میں اللہ کی رحمت اور برکت کا نزول ہوتا ہے اور میزبان کے گناہوں کی بخشش کا سبب بن جاتا ہے۔ حضور ﷺ سے روایت کیا گیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ مجھے جبرائیل نے یہ خبر دی ہے:

إِنَّ الضَّيْفَ إِذَا دَخَلَ عَلَى أَخِيهِ
الْمُسْلِمِ دَخَلَتْ مَعَهُ أَلْفُ بَرَكَةٍ وَ

أَلْفَ رَحْمَةٍ وَ غَفَرَ اللَّهُ ذُنُوبَ أَهْلِ
ذَلِكَ الْبَيْتِ وَلَوْ كَانَ ذُنُوبُهُمْ أَكْثَرَ
مِنْ ذَبْدِ الْبَحْرِ وَ وَرَقِ الْأَشْجَارِ وَ
أَعْطَاهُ ثَوَابَ أَلْفِ شَهِيدٍ وَ كَتَبَ لَهُ
بِكُلِّ لُقْمَةٍ أَكَلَ الضَّيْفُ ثَوَابَ حَجَّةٍ
مَبْرُورَةٍ وَ عُمْرَةٍ مَقْبُولَةٍ وَ بَنَى اللَّهُ
تَعَالَى لَهُ مَدِينَةً فِي الْجَنَّةِ وَ مَنْ أَكْرَمَ
ضَيْفًا فَكَأَنَّمَا أَكْرَمَ سَبْعِينَ نَبِيًّا ۝

(کنز الاخبار)

ترجمہ: جب کسی مسلمان بھائی کے گھر میں کوئی مہمان داخل ہو جائے تو اس کے ساتھ ہزار برکتیں اور ہزار رحمتیں بھی داخل ہو جاتی ہیں اور اس کے گھروالوں کے تمام گناہ اللہ تعالیٰ معاف کر دیتا ہے اگرچہ ان کے گناہ سمندر کی جھاگ اور درختوں کے پتوں سے بھی زیادہ ہوں اور اسے ہزار شہیدوں کا ثواب بھی عطا فرماتا ہے اور ہر اس لقمے کے بدلے جو مہمان نے کھایا ایک مقبول حج اور عمرے کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں لکھ دیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت میں ایک خوبصورت شہر تعمیر فرما دیتا

ہے اور جس آدمی نے ایک مہمان کی عزت کی اسے اتنا ثواب ہوتا ہے
گو یا اس نے ستر ہزار انبیاء کی عزت و تکریم کی۔

{ اپنے عیوب پر آگاہ ہونے کا طریقہ }

یاد رہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے پر بھلائی کا ارادہ کرتا
ہے تو اسے عیوب پر نظر رکھنے کی توفیق بخشتا ہے جس کی نظر گہری ہو وہ
اپنے عیوب سے غافل نہیں ہو سکتا۔ جب وہ اپنے عیوب سے آگاہ ہو
گا تو علاج بھی ممکن ہو گا۔ مگر افسوس اکثر لوگ اپنے عیوب سے اس
قدر غافل ہیں کہ دوسرے کی آنکھ کا تنکا تو نظر آتا ہے مگر اپنی آنکھ کا
شہتیر کبھی نظر نہیں آتا۔ جو شخص اپنے عیوب پر آگاہی حاصل کرنا چاہتا
ہے تو اس کے لئے چند طریقے ہیں۔

کسی نیک اور پابند سنت کی محفل میں بیٹھے، جو عیوب نفس سے
آگاہ ہو۔ مخفی آفات کو جانتا ہو وہ اس کے بارے میں فیصلہ کرے اور
یہ شخص ریاضت میں اس کے اشارات پر چلے، مرید کا اپنے مرشد کے
سامنے یہی طریقہ ہے۔ اگر ایسے کیا تو شیخ اور مرشد اسے اس کے نفسانی
عیوب بتائے گا اور طریقہ علاج بھی سمجھائے گا۔ مگر آج کے زمانہ میں
ایسے بزرگ کم ہی ملتے ہیں۔

